عید اور قربانیاں، عید کے روز سنت نبوی ﷺ

(خطبہ عیدالاضحیہ فرمودہ ۲۸ / مارچ ۱۹۹۹ء بمقام اسلام آباد، ٹلفورڈ، انگلستان)

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے درج ذیل آیت کی تلاوت فرمائی:

لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ ۭ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ ۝۶۸

(الحج: ۶۸)

اور پھر یوں ترجمہ بیان فرمایا:

ہر ملت کے لئے ہم نے قربانی کا طریق مقرر کیا ہے جس کے مطابق وہ قربانی کرتے ہیں پس وہ اس بارے میں تجھ سے ہرگز کوئی جھگڑا نہ کریں اور تو اپنے رب کی طرف بلا! یقیناً تو ہدایت کی سیدھی راہ پر گامزن ہے۔

ہر ملت کے لئے جو قربانی کا طریق مقرر ہے اس تعلق میں آنحضرت ﷺ کو قربانی کرنے کے لئے اسوۂ حسنہ کے طور پر پیش فرمایا جا رہا ہے۔ پس نصیحت یہ ہے کہ اگر وہ تجھ سے جھگڑا کریں کہ قربانی اس طرح ہونی چاہئے اور اس طرح نہیں ہونی چاہئے تو قطعاً ان کی باتوں کو ان کے جھگڑے کو خاطر میں نہ لا اور قرآن کریم کی رو سے تجھے جس راہ پر مقرر فرمایا گیا ہے اسی راہ پر گامزن رہ۔ قربانیوں کا اسی طرح حق ادا کر جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے اور خلاصۂ کلام یہ ہے کہ تو اپنے رب کی طرف بلا یعنی قربانیاں گوشت اور خون اور پوست کی طرف بلانے کے لئے نہیں بلکہ اپنے رب کی

طرف بلانے کے لئے ہیں اور اکثر امتوں نے اس مضمون کو بھلا کر اپنی قربانیوں کو محض گوشت پوست کی قربانیاں سمجھ رکھا ہے۔

پس اس آیت کا منطوق یہ بنتا ہے کہ ان سے جھگڑنے کی ضرورت نہیں اپنے رب کی طرف بلاتا رہ یقیناً تو سیدھی ہدایت کی راہ پر گامزن ہے۔ پس ظاہری قربانی کے پردے میں جن باطنی قربانیوں کا ذکر ہے آنحضرت ﷺ کی نگاہ ہمیشہ انہی باطنی قربانیوں پر مرکوز رہی اور وہ ظاہری قربانیاں بھی پیش کیں مگر اس کا بھی اپنا ایک الگ انداز تھا جو باقی قوموں کے انداز سے مختلف تھا۔ پس اس پہلو سے میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی بعض احادیث پیش کر کے قربانی کے طریق اور اس کی روح کی طرف آپ سب دوستوں کو متوجہ کرتا ہوں۔

آنحضرت ﷺ سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے عید کے روز دو دنبوں کی قربانی کی یعنی قربانی تو اسی طرح کی جیسے باقی لوگ بھی کرتے ہیں گو اس کے انداز میں فرق تھا جس کا ذکر میں بعد میں کروں گا لیکن قربانی کرتے وقت روح کی قربانی کو پیش نظر رکھا ہے چنانچہ حضرت جابرؓ کی روایت یہ ہے اور آپؐ نے انہیں ذبح کے لئے لٹایا تو اپنے رب کے حضور عرض کیا۔ میں تو یقیناً اپنی توجہ کو ہمیشہ اس کی طرف مائل رہتے ہوئے اسی کی طرف پھیر چکا ہوں یعنی قربانیاں تو ایک ظاہری سمبل (Symbol) بن گیا ہے ایک نشان ہے میری باطنی قربانی کا اور میرا یہ حال ہے کہ ہمیشہ ہر حال میں میری توجہ اپنے رب ہی کی طرف رہتی ہے۔ کس رب کی طرف؟ اسی کی طرف پھیر چکا ہوں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ پھر فرمایا یقیناً میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں اول المسلمین ہوں۔ اے اللہ! یقیناً یہ تیری طرف سے ہے اور تیرے ہی حضور پیش ہے یعنی یہ توفیق جو قربانی کی مل رہی ہے یہ توفیق بھی تو ہی نے عطا فرمائی ہے اور اس توفیق کے نتیجے میں اس لئے یہ قربانی تیرے ہی حضور پیش ہے۔ محمدؐ اور اس کی امت کی طرف سے۔ (سنن ابی داؤد کتاب الضحایا باب مایستحب من الضحایا)

آنحضرت ﷺ نے قربانی پیش کرتے ہوئے اپنی امت کو ضرور یاد رکھا ہے اور تمام امت کی طرف سے بھی آپؐ نے قربانی کی ہے جس کا مطلب ہے کہ آنحضرت ﷺ کی قربانی کا انداز ساری امت

کو ہمیشہ یادرکھنا چاہئے۔انہوں نے بھی قربانیاں کرنی ہیں اور بے شمار کرنی ہیں۔ قیامت تک کرتے چلے جائیں گے مگر اگر اس بات کو بھلا دیا کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے ان کی طرف سے خدا کے حضور جو قربانی پیش کی تھی اس کا کیا رنگ تھا تو ان کی ساری قربانیاں اور خون بہانا رائیگاں چلا جائے گا۔ پھر آپؐ نے اللہ کا نام لیا اور تکبیر پڑھی اور ذبح کیا۔

آنحضرت ﷺ جب قربانی کو ذبح کرتے تھے تو یہ خیال رکھتے تھے کہ اس کو کم سے کم تکلیف پہنچے۔ جب اپنی ذات کو ذبح کرتے تھے تو اس وقت یہ خیال پیش نظر نہیں رہتا تھا بلکہ ہمیشہ خدا کی خاطر دکھوں میں زندگی بسر کی اور اس کی رضا کی چھری کے نیچے اپنی روح کی گردن رکھ دی اور ساری عمر خدا کی خاطر دکھ اٹھائے۔ پس جہاں دوسری قربانی پیش کی جارہی تھی یعنی ظاہری قربانی اس کے لئے آسانی پیدا فرمائی اور اپنی روح کے لئے کوئی آسانی پیدا نہیں کی اور اسی لئے آنحضرت ﷺ کو ظَلُوۡمًا جَهُوۡلًا (الاحزاب:۷۳) بھی فرمایا گیا یعنی اپنی ذات کو قربان کرنے میں آپ بے انتہا ظلم سے کام لیتے تھے۔ اپنی ذات پر کوئی رحم نہیں کرتے تھے اور اس کے نتیجے میں جو کچھ بھی کہو اس کی پرواہ نہیں کیا کرتے تھے۔ لیکن جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے ظاہری طور پر قربانی کو سہولت سے ذبح کرنا یہ بھی آنحضرت ﷺ کا ایک خاص شفقت کا انداز ہے۔

پس وہ غیر مسلم جو یہ اعتراض کرتے ہیں کہ قربانی کرتے وقت مسلمان جب چھری پھیرتے ہیں تو قربانی کو تکلیف ہوتی ہے یہ محض جہالت کی باتیں ہیں۔ چھری پھیر کر قربانی کرنا آسان ترین طریق ہے۔ اس سے ذبح ہونے والے جانور کو کم سے کم تکلیف پہنچتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب تیزی کے ساتھ شہ رگ کاٹی جائے تو خون دماغ کی طرف منتقل ہونا فوراً بند ہو جاتا ہے اور احساس کا شعور ہی باقی نہیں رہتا۔ پس یہ محض دنیا کی جہالتیں ہیں جو اعتراض کرنے پر تُلے بیٹھے ہیں اس لئے ضرور منہ سے کچھ نہ کچھ اعتراض نکالنا ہے ورنہ امر واقعہ یہ ہے کہ اگر ہتھوڑا مار کے Stun (مار کر بے ہوش کرنا) کیا جائے تو اس بظاہر بے ہوشی کی کیفیت میں جانور کا دماغ سوچ سمجھ سے عاری نہیں ہوتا۔ اس کی درد کی چیخیں تو ہمیں سنائی نہیں دیتیں مگر اندر اندر وہ دماغ سخت اضطراب محسوس کر رہا ہوتا ہے۔ پس وہ طریق رحم کا نہیں بلکہ وہی طریق رحم کا ہے جو رحمۃ للعالمین کو خدا نے سکھایا اور آپؐ نے ہمیں سکھایا۔ پس یاد رکھیں کہ آنحضرت ﷺ جب چھری تیز کرنے کا حکم دیا کرتے تو یہی مقصد تھا کہ اس

تیزی کے ساتھ شہ رگ کٹے کہ جانور کو احساس تک نہ ہو کہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔

شداد بن اوسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پر احسان کرنا فرض کیا ہے۔ اب دیکھیں کتنا پر حکمت کلام ہے! تم جب جانور کی قربانی دیتے ہو تو احسان کا مضمون بھول نہ جانا، اس وقت بھی احسان سے کام لینا۔ جب قتل کرو تو اچھی طرح قتل کرو یعنی مقتول کو کم سے کم تکلیف ہو اور جب تم ذبح کرو تو اچھی طرح ذبح کرو اپنی چھری کو تیز کر لو اور جانور کو آرام پہنچاؤ۔ (سنن النسائی کتاب الضحایا باب ذکر المنفلتۃ التی لایقدر علی اخذھا) پس مقصد احسان ہے اور احسان سے آنحضرت ﷺ کسی حال میں بھی غافل نہیں رہے۔

اسی طرح عبدالعزیز بن صہیبؓ کہتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ آنحضرت ﷺ دو مینڈھوں کی قربانی کیا کرتے تھے اور میں بھی دو مینڈھوں کی قربانی کرتا ہوں۔ (صحیح بخاری کتاب الاضاحی باب فی اضحیۃ النبی ﷺ بکبشین اقرنین) دو مینڈھوں کی قربانی کا جو دستور ہے۔ اس میں دراصل آنحضرت ﷺ ایک اپنی طرف سے اور ایک امت محمدیہ کی طرف سے قیامت تک کے لئے قربانی پیش کیا کرتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے ایک سینگوں والا ایسا مینڈھا لانے کا حکم دیا جس کے پاؤں پیٹ اور آنکھوں کے حلقوں کا رنگ سیاہ ہو۔ یعنی قربانی وہ پیش کرتے تھے جو حتی الامکان زیادہ سے زیادہ خوبصورت ہو یعنی ظاہری سجاوٹ کا بھی رسول اللہ ﷺ کو خیال رہتا تھا۔ اصل سجاوٹ تو باطنی سجاوٹ ہے لیکن آنحضور ﷺ ظاہر و باطن کے نبی تھے۔ یکساں ہر طرف خیال رہتا تھا۔ پس دیکھیں خدا کے حضور قربانی کرتے وقت کس محبت کے جذبے کا اظہار فرمایا ہے۔ جو بہترین خوبصورت قربانی ہو سکتی تھی۔ آپؐ نے فرمایا ایسا مینڈھا تلاش کرو جس کے پاؤں، پیٹ اور آنکھوں کے حلقوں کا رنگ سیاہ ہو۔ ایسا مینڈھا قربانی کے لئے لایا گیا۔ حضورؐ نے حضرت عائشہ سے فرمایا چھری لاؤ۔ پھر فرمایا اسے پتھر سے رگڑ کر تیز کرو۔ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں میں نے ایسا ہی کیا پھر حضور ﷺ نے چھری لی۔ مینڈھے کو پکڑا، لٹایا اور ذبح کرتے ہوئے فرمایا بِسمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ بِسْمِ اللّٰہِ یعنی اے اللہ میں تیرے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں تو میری اس قربانی کو قبول فرمالے۔ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ

محمد سے یہ قربانی قبول فرمالے۔ وآل محمدٍ اور محمد کی آل کی طرف سے یہ قربانی قبول فرمالے وَمِنْ اُمَّتِ محمد اور محمد کی امت کی طرف سے بھی۔ (صحیح مسلم کتاب الاضاحی باب استحباب الضحیۃ وذبحھا مباشرۃ بلاتوکیل والتسمیۃ) اور جب آل فرمادیا تھا تو امت محمد الگ کہنے کا کیا موقع تھا؟ اس کی حکمت یہ ہے کہ ساری امت آل تو نہیں بن سکتی کیونکہ آل ہونے کے لئے جو شرائط ہیں وہ امت کے اکثر افراد میں موجود نہیں ہوتیں پس آل وہی بن سکتا ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سنت پر عمل کرنے والا ہو۔ لیکن آپؐ نے اپنی طرف منسوب ہونے والوں کو بھی یاد رکھا۔ فرمایا امت تو میری ہی ہے، میری ہی طرف منسوب ہوتی ہے۔ پس آل کی طرف سے تو ضرور قبول فرما اور میری ساری امت کی طرف سے بھی جو میری طرف منسوب ہوتی ہے۔ پھر حضور ﷺ نے اس کو چھری پھیری اور قربانی پیش کی۔

آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد یا آپؐ کے وصال کے بعد آپؐ کی طرف سے قربانی کس طرح جاری رکھی گئی؟ ایک تو میں عرض کر چکا ہوں کہ امت محمدیہ یا آل محمد ﷺ اگر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے اس احسان کو یاد رکھے گی کہ کس طرح آپؐ نے قیامت تک کے لئے ان کی طرف سے قربانی کی تو ہمیشہ وہ محمد رسول اللہؐ کی طرف سے قربانی کرتے رہیں گے اور دوسرا آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ کو بھی اسی بات کی نصیحت کی تھی کہ میری طرف سے بھی قربانی کیا کرنا۔ چنانچہ حضرت حنشؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ کو دو مینڈھوں کی قربانی دیتے ہوئے دیکھا تو پوچھا یہ کیا ہے؟ کہنے لگے آنحضور ﷺ نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ میں ان کی طرف سے قربانی دوں اس لئے میں ان کی طرف سے بھی ہمیشہ قربانی دیتا ہوں۔ (سنن ابی داؤد کتاب الضحایا باب الاضحیۃ عن المیت) ایک بکرا اپنی قربانی کے لئے اپنی طرف سے قربانی کے لئے اور ایک حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے قربانی کے لئے آپؓ ہمیشہ دیتے رہے اور یہی امت محمدیہؐ کو یا آل محمدؐ کو نصیحت ہے۔

جہاں تک قربانی کے گوشت کا تعلق ہے یاد رکھیں کہ اگر تیسرا حصہ اس کا اپنے لئے رکھ لیں اور باقی دو حصوں کو غربا اور مسکینوں اور دوسرے رشتے داروں وغیرہ پر تقسیم کر دیں تو یہ عین سنت کے مطابق ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور ایسے گوشت کو اگر سنبھالا بھی جا سکتا ہو کچھ عرصہ کے لئے،

قربانی کے گوشت کو تو یہ منع نہیں ہے لیکن بعض حدیثوں سے صحابہ کو یہ شبہ پڑا کہ گویا تین دن کے اندر یہ گوشت تقسیم کر دینا ضروری ہے اور باقی نہیں رکھا جا سکتا اس لئے آنحضرت ﷺ کو اس کی وضاحت کرنی پڑی۔ یہ تفصیلی حدیث اسی مضمون سے تعلق رکھتی ہے۔

عبداللہ بن واقد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے قربانی کا گوشت تین دن سے زائد کھانے سے منع فرمایا۔ یہ روایت ہے جس کی بنا پر صحابہ کو غلط فہمی ہوئی۔ عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ بات حضرت عمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہی تو انہوں نے اس کی تصدیق کی اور کہا کہ میں نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سنا کہ حضور ﷺ کے زمانے میں عیدالاضحیٰ کے موقع پر بادیہ نشینوں میں سے گیت گانے والے آئے۔ یہ گیت گانے والے کون ہیں جو مانگنے کے لئے نکلتے ہیں اور ساتھ گیت گاتے پھرتے ہیں۔ آج تک یہی رواج ہے بہت سے فقراء کا کہ وہ گیت گاتے چلتے ہیں تا کہ ان کی آواز سن کر اہل خانہ متوجہ ہوں۔ پس وہ بھی اس طرح گلیوں میں پھر رہے تھے اور گیت گا رہے تھے۔ اس پر آنحضورؐ نے فرمایا تین دن تک کے استعمال کے لئے گوشت جمع کر رکھو باقی انہیں خیرات کر دو۔ تو یہ ایک خاص موقع کا حکم تھا۔

اس کے بعد کی عید کی دفعہ یہ ہوا کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے عرض کی یا رسول اللہؐ! لوگ اپنی قربانیوں کی کھالوں سے مشکیں بناتے ہیں اور ان میں چربی ڈالتے ہیں۔ مطلب کیا تھا؟ مطلب یہ تھا کہ چربی کو وہ ممنوع نہیں سمجھتے کہ چربی کے بعد میں بھی رکھی جا سکتی ہے کیونکہ آپؐ نے گوشت فرمایا تھا اس لئے صحابہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ گوشت کو تین دن سے زیادہ رکھنا منع ہے اور تین دن کے اندر ہی استعمال کر لیا جائے جتنا ہو سکتا ہے اس لئے وہ قربانی کی کھالوں کی مشکیں بناتے ہیں اور ان میں چربی بھر لیتے ہیں جتنی چربی بھی میسر ہو۔ حضورؐ نے فرمایا تو اب کیا ہوا ہے ان کو؟ کیوں یہ ایسا کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا آپؐ نے ہی تو تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرمایا تھا۔ اب آپؐ پوچھ رہے ہیں کیوں ایسا کرتے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے تو تمہیں ان باہر سے آنے والوں کی وجہ سے منع کیا تھا جو اس وقت آ گئے تھے۔ یعنی ایک ہلہ بولا تھا ان فقیروں نے تو ان کی خاطر یہ خیال تھا کہ قربانیاں تھوڑی نہ ہو جائیں اور ان کی اشتہاء، وہ جس وجہ سے وہ پھر رہے ہیں وہ پوری نہ ہو سکے اس لئے میں نے منع کیا تھا۔ اب گوشت کھاؤ اور جمع کرو اور خیرات کرو۔ (صحیح مسلم کتاب

الاضاحی باب بیان ما کان من النھی عن اکل لحوم الاضاحی بعد ثلاث)

پس اس حدیث کو پیش نظر رکھتے ہوئے جس حد تک آپ اپنے حصہ کے لئے قربانی کا گوشت جمع کرنا چاہیں اس کی مناہی نہیں ہے لیکن اگر ایسے غریب علاقوں میں آپ ہوں جہاں قربانی کے ساتھ اردگرد عام بھوک ہو اور لوگ کثرت کے ساتھ بھوک سے نڈھال ہو کر فاقہ کشی کر رہے ہوں، موت کے قریب پہنچتے ہیں، بعض جگہ ایسے علاقے بھی ہیں اور بعض دفعہ صبر کے ساتھ بیٹھے رہتے ہیں لیکن بھوک ان کو عملاً موت کے کنارے تک پہنچا دیتی ہے۔ ایسی جگہ پر اگر کوئی احمدی قربانی کرتا ہے تو یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ ان کا خیال نہ کرے اور تین دن سے زائد اپنے لئے گوشت جمع کر لے۔ تین دن بھی اس کا دل نہیں چاہے گا، وہ چاہے گا کہ ایک دو لقمے کھائے اور سب قربان کر دے مگر سنت یہی ہے اس لئے تین دن اسے ضرور اپنی قربانی کا گوشت کچھ نہ کچھ اپنے استعمال میں لانا چاہئے اور باقی جس حد تک بھی ہو سکے ایسے غریب علاقوں میں خدا کے بندوں کی خاطر خدا کی خاطر کی ہوئی قربانی کا گوشت پیش کر دیں۔

اس ضمن میں میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت انگلستان کو اس طرف بہت توجہ ہے اور جماعت انگلستان نے بہت کثرت کے ساتھ قربانی کے روپے جو یہاں جمع ہوئے تھے وہ غریب ملکوں کے لئے تبشیر کے سپرد کر دیئے ہیں جس میں خصوصیت سے افریقہ کے ممالک پیش نظر ہیں اور اسی طرح قادیان بھجوانے کے لئے بھی ایک بہت بڑی رقم پیش کی گئی ہے مگر قادیان میں تو قربانیاں آئے دن ہوتی ہی رہتی ہیں اس لئے میں نے قادیان کو یہ ہدایت کی ہے کہ وہ یہ قربانیاں ان سارے غریب علاقوں میں تقسیم کر دیں جہاں بعض لوگ سال میں ایک بار بھی گوشت نہیں کھا سکتے۔ تو کثرت کے ساتھ ہندوستان کو آپ کی قربانیوں کا فیض پہنچے۔ مجھے جرمنی کی طرف سے تو کوئی اطلاع نہیں آئی لیکن مجھے بھاری امید ہے کہ جرمن جماعت بھی بہت وسیع تعداد میں قربانیاں پیش کرتی ہے اور ان کو بھی میں نصیحت کر رہا ہوں کہ اگر اس سے پہلے کوئی قدم نہ اٹھا چکے ہوں تو بہتر یہی ہے کہ وہ یہ قربانیاں جماعت کی وساطت سے افریقہ اور ہندوستان اور بنگلہ دیش اور دیگر غریب ممالک کے غربا میں تقسیم کرنے کے لئے پیش کر دیں۔ اس طرح ان کی قربانی کا زیادہ بہتر پھل ان کو ملے گا اور یہ طرز قربانی اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ مقبول ٹھہرے گی۔

جہاں تک تشریق میں صحابہ کا تکبیرات کہنے کا طریق ہے اس تعلق میں بخاری کتاب الجمعۃ

سے یہ روایت لی گئی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ منیٰ میں اپنے خیمے میں ہی تکبیرات اتنی بلند آواز سے پڑھا کرتے تھے کہ مسجد میں بیٹھے لوگ آپؓ کی آواز کو سن لیتے تھے۔ (صحیح بخاری کتاب الجمعہ باب تکبیر ایام منی واذا غدا الی عرفۃ) مسجد نبوی نہیں بلکہ خانہ کعبہ کی مسجد اور خیمہ میں بڑا فرق ہوا کرتا تھا لیکن اس قدر بلند آواز سے آپؓ تکبیرات کہتے تھے کہ خانہ کعبہ میں بیٹھے لوگ انہیں سن لیا کرتے تھے اور آپؓ کی آواز کے ساتھ تکبیرات کہتے تھے اور بازاروں میں چلنے والے لوگ بھی تکبیرات کہتے تھے یہاں تک کہ منیٰ تکبیرات سے گونج اٹھتا تھا۔ بہت کثرت سے تکبیریں کی جاتیں۔ **اللہ اکبر . اللہ اکبر لا الٰہ الا اللّٰہ و اللہ اکبر اللہ اکبر و للّٰہ الحمد**۔ ان آوازوں سے سارا منیٰ کا میدان گونج اٹھتا تھا۔ پس آپ بھی اس کو پیش نظر رکھیں اور تکبیرات کہا کریں۔ یہ چند دن تکبیرات کے ہیں اور اپنے گھر کو تکبیرات کی آواز سے سجائیں اور بچوں کو عادت ڈالیں اس خوبصورت آواز کو سننے کی یہاں تک کہ ان کے دل پر یہ آواز جاگزیں ہو جائے اور کبھی بھی نہ بھولے اور سب سے اچھا نغمہ ان کی روح میں جو سرایت کرے وہ انہیں تکبیرات کا نغمہ ہو۔ **اللّٰہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللّٰہ و اللہ اکبر اللہ اکبر و للّٰہ الحمد**۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قربانی کے تعلق میں فرماتے ہیں:

”دلوں کی پاکیزگی سچی قربانی ہے گوشت اور خون سچی قربانی نہیں۔“

یعنی گوشت اور خون سچی قربانی تبھی بنے گا اگر دلوں کی پاکیزگی ساتھ ہو۔

”جس جگہ عام لوگ جانوروں کی قربانی کرتے ہیں خاص لوگ دلوں کو ذبح کرتے ہیں۔“

یعنی بظاہر جانور تڑپ رہا ہے لیکن جانور کے لئے تو سہولت پیدا فرما دی گئی ہے، ان کے دل تڑپ رہے ہوتے ہیں خدا کی خاطر قربان ہونے کے لئے۔

”خاص لوگ دلوں کو ذبح کرتے ہیں مگر خدا نے یہ قربانیاں بھی بند نہیں کیں۔“

یعنی ظاہری قربانیاں بند نہیں کیں۔ ان کے حوالے سے دل قربان ہوتے ہیں۔

”تا معلوم ہو کہ ان قربانیوں کا بھی انسان سے تعلق ہے۔“

(براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ: ۴۲۴)

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’خدا تعالیٰ نے شریعت اسلام میں بہت سے ضروری احکام کے لئے نمونے قائم کئے ہیں۔ چنانچہ انسان کو یہ حکم ہے کہ وہ اپنی تمام قوتوں کے ساتھ اور اپنے تمام وجود کے ساتھ خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان ہو پس ظاہری قربانیاں اسی حالت کے لئے نمونہ ٹھہرائی گئی ہیں لیکن اصل غرض یہی قربانی ہے جیسا کہ لَنْ یَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ یَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ (الحج:۳۸)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یعنی خدا کو تمہاری قربانیوں کا گوشت نہیں پہنچتا اور نہ خون پہنچتا ہے مگر تمہاری تقویٰ اس کو پہنچتی ہے یعنی اس سے اتنا ڈرو کہ گویا اس کی راہ میں مر ہی جاؤ اور جیسے تم اپنے ہاتھ سے قربانیاں ذبح کرتے ہو اسی طرح تم بھی خدا کی راہ میں ذبح ہو جاؤ۔ جب کوئی تقویٰ اس درجہ سے کم ہے تو ابھی وہ ناقص ہے۔‘‘

(چشمۂ معرفت روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۹۹ حاشیہ)

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قربانی کی حقیقت بیان کرتے ہوئے ایک نہایت ہی گہرا عارفانہ نقطہ یہ بیان فرماتے ہیں:

’’اور یہ کام ہمارے دین میں ان کاموں میں سے شمار کیا گیا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے قرب کا موجب ہوتے ہیں۔‘‘

قرب کا موجب کیسے ہوتے ہیں؟ لفظ قربانی قرب ہی سے نکلا ہوا ہے۔ قربان جاؤں جب پنجابی میں یا اردو میں کہتے ہیں تو مراد یہی ہوتی ہے کہ ہم فدا ہو جائیں تجھ پر۔ تو جس پر فدا ہوں اس کے قریب ترین ہو جاتے ہیں۔ جس پر فدا ہوں اس کے دل میں جگہ بنا لیتے ہیں۔ پس حضرت مسیح موعودؑ نے اس مضمون کو ایک حیرت انگیز طریق پر بیان فرمایا ہے جو یوں ہے:

’’اور یہ کام ہمارے دین میں ان کاموں میں شمار کیا گیا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے قرب کا موجب ہوتے ہیں اور اس سواری کی طرح یہ سمجھے گئے ہیں کہ

جو اپنی سیر میں بجلی سے مشابہ ہو۔‘‘

اب یہ نیا مضمون ہے جو اس سے پہلے کبھی کسی عارف نے پیش نہیں فرمایا۔

’’جو اپنی سیر میں بجلی سے مشابہ ہو۔ جس کو بجلی کی چمک سے مماثلت حاصل ہو اور اسی وجہ سے ان ذبح ہونے والے جانوروں کا نام قربانی رکھا گیا کیونکہ حدیثوں میں آیا ہے کہ یہ قربانیاں خدا تعالیٰ کے قرب اور ملاقات کا موجب ہیں اس شخص کے لئے کہ جو قربانی کو اخلاص اور خدا پرستی اور ایمان داری سے ادا کرتا ہے۔‘‘ (خطبہ الہامیہ روحانی خزائن جلد ۱۶ صفحہ: ۳۲، ۳۳)

اب دیکھیں کتنا گہرا مضمون ہے! یہ کیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نتیجہ نکالا کہ قربانی بجلی کی طرح خدا سے ملا دیتی ہے؟ بجلی کی سی تیزی کے ساتھ! قربانی جب پیش کی جاتی ہے تو قرب الٰہی کی خاطر پیش کی جاتی ہے اور اسے قبول کرنے میں اللہ کوئی دیر نہیں کرتا جو سچے اخلاص کے ساتھ قربانی پیش کی جائے۔ گویا انسان کے لئے وہ سواری ہو جاتی ہے جیسے بجلی کی شعاعوں پہ سوار ہو کر وہ خدا کی طرف حرکت کرتا ہے اور اللہ اس کی قبولیت میں ادنیٰ بھی دیر نہیں کرتا۔ گویا بجلی کا لپکا ہے جو انسان کے دل سے چمکا اور خدا تک پہنچ گیا۔ یہ مضمون ہے جسے لفظ قربان سے باندھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔

پس میں امید رکھتا ہوں کہ جماعت احمدیہ عالمگیر ہمیشہ قربانی کے اس مضمون کو پیش نظر رکھے گی۔ اس سلسلہ میں آخر پر میں چند نصیحتیں عمومی دعا کے لئے کرتا ہوں۔ میں جب بھی قربانی پیش کرتا ہوں اور میں امید رکھتا ہوں کہ بہت کثرت کے ساتھ مخلصین ایسے ہیں جو ان قربانیوں کے وقت ہمیشہ اپنے اسیران راہ مولا کو یاد رکھتے ہوں گے اور شہدا کو بھی پس یہ وہ لوگ ہیں جن کی طرف سے آپ بھی قربانی اس طرح پیش کیا کریں کہ اللہ کے حضور یہ عاجزانہ عرض کیا کریں کہ اے خدا! اس کا ثواب ان کو بھی پہنچا جو بے بس ہیں، بعض جیلوں میں ایسے قید ہیں جو تصور بھی نہیں کر سکتے اس وقت کہ وہ کچھ قربانی پیش کریں۔ تو ان کی قربانیاں آپ نے پیش کرنی ہیں، ہم نے پیش کرنی ہیں، تمام عالمگیر جماعت نے پیش کرنی ہیں اور ان کو کوئی غم نہیں ہونا چاہئے۔ ان کی قید و بند نے انہیں ایک ایسی آزادی بخش دی ہے کہ ساری دنیا پہ وہ محیط ہو گئے ہیں اور تمام دنیا کے محبت کرنے والے پرخلوص

احمدی ان کی خاطر قربانیاں پیش کر رہے ہیں۔پس اس کو آپ لوگ پیش نظر رکھیں اور ہمیشہ پیش نظر رکھیں۔اسی طرح وہ غربا جو دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں، جو قربانی دینا چاہتے ہیں مگر دے نہیں سکتے غربت کے باعث ان کی طرف سے بھی آپ قربانیاں پیش کریں۔

پس جب بھی قربانی کا مضمون ذہن میں آتا ہے اور میرا دل دعا کی طرف مائل ہوتا ہے، میں ہمیشہ ان باتوں کو ملحوظ رکھتا ہوں اور اگر چہ یہ راز و نیاز بندے اور خدا کے درمیان رہنا چاہئے مگر بطور نصیحت کے آپ کو بھی بتا رہا ہوں کہ آپ بھی اس طرح میرے ساتھ ان دعاؤں اور قربانیوں میں شامل ہو جایا کریں۔اللہ تعالیٰ ہماری ان قربانیوں کو قبول فرمائے اور ہمیں حقیقی عید کا منہ دکھائے جو عید قربان کہلاتی ہے یعنی قربانیوں کو قبول کرنے کے نتیجے میں اللہ کی طرف سے ایک نور کی تجلی اترتی ہے اور وہ انسانی زندگی کو ہمیشہ کے لئے منور کر دیتی ہے۔اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو (آمین)۔اب اس کے بعد میں خطبہ ثانیہ کے بعد دعا کرواؤں گا اور میں امید رکھتا ہوں کہ آپ سب لوگ اس دعا میں یا ان دعاؤں میں میرے ساتھ شامل ہو جائیں۔

خطبہ ثانیہ اور دعا کے بعد حضور نے فرمایا:

آنحضرت ﷺ کا طریق یہ تھا کہ عید کا خطبہ زیادہ لمبا نہیں کیا کرتے تھے اور اس کے بعد جلد قربانی کے لئے گھر روانہ ہو جایا کرتے تھے۔اس میں ایک حکمت یہ بھی تھی کہ آپؐ اس وقت تک روزہ رکھتے تھے جب تک خود اپنی قربانی کے گوشت سے وہ روزہ نہ کھولیں اور اس سنت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے بعض لوگوں نے یہ دستور بنا لیا ہے کہ عید کے دن ضرور روزہ رکھتے ہیں اور جب تک فارغ نہ ہوں وہ کچھ نہیں کھاتے لیکن مراد ہرگز یہ نہیں ہے کہ کچھ پہلے کھانا حرام ہو جاتا ہے مگر سنت کا مضمون یہ ہے کہ جس نے قربانی کرنی ہو، جس دن قربانی کرنی ہو، اس دن وہ قربانی کے گوشت کے حاصل ہونے سے پہلے روزہ رکھے۔قربانی تو تین دن چلتی ہے۔تو اگر یہ غلط مضمون سمجھا گیا تو اس کا مطلب یہ بنے گا کہ بعض لوگ جنہوں نے چوتھے دن قربانی کرنی ہے وہ چار دن بھوکے رہیں۔

تو آنحضرت ﷺ کی سنت حکمت سے خالی نہیں ہوا کرتی اس کو غور سے سمجھیں۔جنہوں نے قربانی کسی اور جگہ کرنی ہو یا بعد میں کرنی ہو ان کے لئے عید والے دن پہلے کچھ کھانا حرام نہیں ہے لیکن چونکہ بہت سے لوگوں کو یہ غلط فہمی ہوتی ہے اس لئے یہاں کی جماعت نے یہ انتظام فرمایا ہے کہ

عید کے معاً بعد ابھی آپ سب کے لئے کچھ نہ کچھ کھانے کے لئے پیش کیا جائے گا کیونکہ جماعت کو خیال ہے کہ آپ سب نے روزہ رکھا ہوا ہے اور پتہ نہیں روزہ رکھا بھی ہوا ہے کہ نہیں مگر آپ پر حسن ظنی یا بدظنی کی گئی ہے کہ آپ کو پتہ نہیں مضمون کا اس لئے شاید روزہ رکھا ہو۔ تو انشاء اللہ آپ سب کے لئے کھانے کا جو انتظام ہے وہ کہاں ہے مجھے بتا دیں تا کہ میں اعلان کردوں۔ طریق یہ ہے کہ آپ کچھ دیر اور صبر سے یہیں بیٹھے رہیں اور وہ خدام تیار کھڑے ہیں انشاء اللہ۔ وہ آپ کو ایک ایک چھوٹا چھوٹا پیکٹ دے دیں گے آپ کی روزہ کشائی کے لئے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔